S_1999_4_360_363

عدالت عظمیٰ رپورٹس 1999 ایس یو پی پی 4 ایس سی آر

مکھن لال گوکل چند

بنام

ایڈمنسٹریٹر، وفاقی علاقہ دہلی اور دیگر

2 نومبر 1999

ڈاکٹر۔اے۔ایس۔آنند، چیف جسٹس، جی۔ٹی۔ناناوتی، کے۔ٹی۔تھامس، ڈی۔پی۔وادھوا اور ایس۔راجندر بابو، جسٹسز۔

احتیاتی حراست:

غیر ملکی زرمبادلہ کا تحفظ اور اسمگلنگ سرگرمیوں کی روک تھام ایکٹ، 1974 / جنرل شق ایکٹ، 1897 دفعہ 11 / دفعہ 21-حراست کا حکم-تین بار چیلنج کیا گیا-چیلنج ہر بار ناکام ہوا-حکم کو چوتھی بار چیلنج کیا گیا-پیشکش مسترد کر دی گئی-آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس بنیاد پر دائر تحریری درخواست دائر کی گئی کہ ریاستی حکومت چوتھی نمائندگی پر غور کرنے کے لیے ایک نیا مشاورتی بورڈ تشکیل دینے میں ناکام رہی-منعقد کیا گیا، "تازہ بنیاد"، "تازہ مواد" یا کسی بھی "بعد کے واقعے" کی عدم موجودگی میں، ریاست پر کوئی ذمہ داری نہیں تھی کہ وہ نئے مشاورتی بورڈ کے ذریعے نمائندگی پر غور کرے، اور اس لیے، آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت دائرہ صوابدیدی کا استعمال کرتے ہوئے نمائندگی کو مسترد کرنے اور 'تازہ' مشاورتی بورڈ کی تشکیل نہ کرنے میں ریاست کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا-حراست میں لیے گئے شخص کو کوئی نئی وجہ فراہم کیے بغیر چوتھی نمائندگی کرنا بظاہر ایک اور تحریری درخواست دائر کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا-حراست کا رویہ مسترد ہے-تحریری درخواست مسترد-تاہم، حراست کی بقیہ مدت سے گزرنے کے لیے حراست میں لینے کی ضرورت نہیں ہے-آئین بھارت-آرٹیکل 32۔

اصل فوجداری دائرہ اختیار: 1983 کی تحریری درخواست (فوجداری) نمبر 608۔

(ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت۔)

درخواست گزار کی طرف سے ہریجندر سنگھ، محترمہ رانی جیٹھملانی، محترمہ گوری کرونا داس اور محترمہ لینا پرساد۔

جواب دہندگان کے لیے محترمہ ریکھا پانڈے۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

27 ستمبر 1983 کو اس عدالت کے تین ججوں کے بنچ نے رام بالی راجبھر بنام ریاست مغربی بنگال اور دیگر (1975) 3 ایس سی آر 63 کے معاملے میں کیے گئے 'وسیع مشاہدات' کی درستگی پر شک کیا، اور یہ رائے رکھتے ہوئے کہ پشپا بنام یونین آف انڈیا اور دیگر اے آئی آر (1979) ایس سی 1953 میں ظاہر کردہ نظریہ، راجبھر کے کیس (اوپر) کے فیصلے کے دہانے پر چل رہا تھا، اس معاملے کو ایک بڑی بنچ کو بھیج دیا۔ حوالہ دینے والی بنچ نے اس بات کو نوٹ کرتے ہوئے کہ حراست میں لیے گئے شخص کو 15 دسمبر 1982 کے حکم نامے کے ذریعے عائد 12 ماہ کی مدت میں سے 10 ماہ کی مدت کے لیے پہلے ہی حراست کا سامنا کرنا پڑا تھا، حراست میں لیے گئے شخص کو پیرول پر رہا کرنے کی ہدایت کی۔

درخواست گزار کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل مسٹر ہرجندر سنگھ نے ہمیں راجبھر کے کیس اور پشپا کے کیس (اوپر) کے فیصلوں کے بذریعے لے گئے ہیں۔ تاہم، دونوں فیصلوں کا محتاط جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے۔ راجبھر کے معاملے (اوپر) میں ظاہر کردہ نظریہ، ہماری رائے میں، صحیح قانون کا تعین کرتا ہے اور کسی بھی نظر ثانی کا مطالبہ نہیں کرتا ہے۔ جہاں تک پشپا کے معاملے (اوپر) میں ظاہر کردہ نقطہ نظر کا تعلق ہے، یہ بات قابل توجہ ہے کہ فاضل واحد جج نے چھٹیوں کے دوران درخواست کا فیصلہ کرتے ہوئے ایسا کچھ نہیں کہا جو راجبھر کے معاملے (اوپر) میں ظاہر کردہ نقطہ نظر کے منافی ہو۔ حقائق پر اس معاملے میں یہ پایا گیا کہ حراست کے حکم کے خلاف زیر حراست شخص کی طرف سے دو نمائندگیاں کی گئی تھیں اور دونوں نمائشیں ایک ہی مشاورتی بورڈ کے سامنے رکھی گئیں جب اس کی ملاقات ہوئی اور بورڈ نے اس اجلاس میں نمائندگی پر غور کیا۔ اس معاملے میں یہ دلیل پیش کی گئی کہ دوسری نمائندگی پر مشاورتی بورڈ نے غور نہیں کیا تھا، اس طرح حقائق پر، درست نہیں پایا گیا۔ ان حالات میں عدالت نے اس دلیل کا جائزہ لینے سے انکار کر دیا کہ آیا مشاورتی بورڈ کے سامنے اپنے کیس کی وضاحت کے لیے زیر حراست شخص کی ذاتی پیشی، چونکہ اس نے تفصیلی تحریری نمائندگی دائر کی تھی، اس نے زیر حراست شخص کے کسی بھی حق کی خلاف ورزی کی تھی۔

فریقین کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل راجبھر کے کیس اور پشپا کے کیس کے درمیان تنازعہ کے کسی بھی شعبے کی طرف اشارہ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ فاضل وکیل کے ساتھ انصاف میں یہ بات نوٹ کی جانی چاہیے کہ انہوں نے پیش کیا کہ حوالہ کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم متفق ہیں۔

تاہم، موجودہ کیس کے حقائق کی طرف آتے ہیں۔ یہ پایا گیا ہے کہ درخواست گزار کی طرف سے حراست کے حکم کے خلاف نمائندگی کی گئی تھی جس پر حراست کے اختیار اور مشاورتی بورڈ نے غور کیا تھا۔ درخواستیں مسترد کر دی گئیں۔ حراست کے حکم اور مسترد کرنے کے حکم یا نمائندگی کو تحریری درخواست نمبر 6/1983 کے بذریعے چیلنج کیا گیا تھا، جسے دہلی عدالت عالیہ نے یکم فروری 1983 کو مسترد کر دیا تھا۔ دہلی عدالت عالیہ کے حکم کو اس عدالت میں خصوصی اجازت کی درخواست نمبر 379/1983 کے بذریعے چیلنج کیا گیا تھا۔ خصوصی اجازت کی درخواست نمبر 379/1983 کے ساتھ، ایک اور تحریری درخواست جو کہ تحریری درخواست (فوجداری) نمبر 182/1983 ہے، بھی بھارت کا آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت دائر کی گئی تھی، جس میں ایک بار پھر اسی حراست کے حکم کو جاری کیا گیا تھا جسے دہلی عدالت عالیہ نے برقرار رکھا تھا۔ خصوصی اجازت کی درخواست کے ساتھ ساتھ تحریری درخواست کو 23 فروری 1983 کو اس عدالت کے تین ججوں کے بنچ نے مسترد کر دیا۔ اس کے بعد درخواست گزار نے ایک اور تحریری درخواست دائر کی جو کہ تحریری درخواست (فوجداری) نمبر 363/1983 تھی جس میں کچھ "اضافی بنیادوں" پر حراست کے حکم کو چیلنج کیا گیا تھا۔ اس تحریری درخواست کو بھی اس عدالت نے 27 اپریل 1983 کو خارج کر دیا تھا۔ 27 اپریل 1983 کو تیسری تحریری درخواست کو مسترد کرنے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ درخواست گزار نے 7 مئی 1983 کو کوفیپوسا کے دفعہ 11 کے ساتھ پڑھنے والے جنرل کلاز ایکٹ کے دفعہ 21 کے تحت اختیارات کی درخواست کرنے والے پہلے مدعا علیہ کو ایک نمائندگی بھیجی تھی۔ درخواست گزار نے ان کی نمائندگی پر غور کرنے کے لیے ایک نئے مشاورتی بورڈ کی تشکیل کی بھی درخواست کی۔ 23 مئی 1983 کو عرضی گزار کی نمائندگی کو دہلی انتظامیہ نے مناسب غور و فکر کے بعد مسترد کر دیا۔ اس کے بعد یہ چوتھی تحریری درخواست اسی حراست کے حکم کو چیلنج کرتے ہوئے دائر کی گئی ہے، جس کی صداقت کو پہلے برقرار رکھا گیا تھا جیسا کہ اوپر دیکھا گیا ہے۔ حراست میں لیے گئے شخص کی طرف سے پیش ہوئے مسٹر ہرجندر سنگھ نے کہا کہ ریاست کی جانب سے 7 مئی 1983 کی نمائندگی پر غور کرنے کے لیے ایک نیا مشاورتی بورڈ تشکیل دینے میں ناکامی نے حراست کے حکم کو خراب کر دیا۔

ریکارڈ پر غور کرنے اور فریقین کے لیے فاضل وکیلوں کو سننے کے بعد، ہماری رائے ہے کہ زیر حراست کے لیے فاضل وکیل کی طرف سے پیش کیے جانے میں کوئی میرٹ نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے ہی دیکھا گیا ہے، درخواست گزار نے پہلے بھی تین بار حراست کے حکم کو چیلنج کیا تھا اور ناکام رہا تھا۔ 7 مئی 1983 کو درخواست گزار کی طرف سے دائر کردہ نمائندگی میں، ہم نے پایا کہ نہ تو کوئی نیا مواد ریکارڈ پر لایا گیا تھا اور نہ ہی

اس کے بعد کے کسی ایسے واقعات کی نشاندہی کی گئی تھی جس سے حراست میں لیے گئے شخص کی طرف سے کی گئی نمائندگی پر 'نئے سرے سے' غور کرنے کی ضرورت ہو۔ یہ صرف نمائندگی کی زبان میں تبدیلی تھی۔ اس لیے دہلی انتظامیہ کو 23 مئی 1983 کو درخواست گزار کو بھیجے گئے حکم کے ذریعے 7 مئی 1983 کی نمائندگی کو مسترد کرنے کا جواز پیش کیا گیا۔ چونکہ 7 مئی 1983 کی نمائندگی میں کوئی "تازہ بنیاد" نہیں تھی اور نہ ہی کوئی "تازہ مواد" یا "بعد کے واقعات" سامنے لائے گئے تھے، اس لیے ریاست پر کوئی ذمہ داری نہیں تھی کہ وہ اس نمائندگی پر "تازہ مشاورتی بورڈ" کے ذریعے غور کرے اور اس لیے نمائندگی کو مسترد کرنے اور "تازہ" مشاورتی بورڈ کی تشکیل نہ کرنے میں ریاست کی صوابدیدی کے استعمال کو غلط نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ حراست میں لیے گئے شخص نے، جیسا کہ پہلے ہی دیکھا ہے، حراست کے اسی حکم کو تین بار ناکام چیلنج کیا تھا۔ 7 مئی 1983 کو نمائندگی کرنا، بغیر کسی نئی وجہ کے، بظاہر ایک اور تحریری درخواست دائر کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ ہم، زیر حراست کے اس رویے کو مسترد کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس تحریری درخواست میں کوئی میرٹ نہیں ہے، جو ناکام ہو جاتی ہے اور اس طرح مسترد کر دی جاتی ہے۔

درخواست گزار کے فاضل وکیل نے آخر میں کہا کہ چونکہ زیر حراست شخص پہلے ہی دس ماہ کی مدت کے لیے حراست میں رہ چکا تھا، اس لیے پیرول پر توسیع سے پہلے، اسے حراست کی بقیہ مدت گزارنے کے لیے واپس جیل نہیں بھیجا جا سکتا۔

درخواست گزار کو، جیسا کہ پہلے ہی دیکھا گیا ہے، 15 دسمبر 1982 کو دیے گئے ایک حکم کے ذریعے حراست میں لیا گیا تھا۔ تقریباً 10 ماہ تک حراست میں رہنے کے بعد انہیں اس عدالت نے 27 ستمبر 1983 کو پیرول پر رہا کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اب 16 سال سے زیادہ گزر چکے ہیں۔ ہماری رائے میں، اس کیس کے عجیب و غریب حقائق اور حالات میں، پیرول کے حکم کو منسوخ کرنا اور درخواست گزار کو تقریباً دو ماہ کی باقی مدت تک حراست میں رہنے کی ہدایت کرنا اب انصاف کے مفاد میں نہیں ہوگا۔

لہذا ہم تحریری درخواست کو مسترد کرتے ہوئے ہدایت دیتے ہیں کہ حراست کی بقیہ مدت گزارنے کے لیے اب حراست میں لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

آر۔ پی۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔